ساتھ تم نے شرم گاہیں حلال کی ہیں۔"[1]

اور ایک حدیث میں رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"مسلمان اپنی شرطوں پر قائم رہتے ہیں۔"[2]

یہاں واضح رہنا چاہیے کہ عورت کے لیے محرم کے بغیر سفر کرنا حلال نہیں۔ واللہ اعلم

کیا غیر مسلم جج یا یورپی عدالت کی طلاق واقع ہو گی؟

سوال: میں اپنے خاوند کے ساتھ ایک یورپی ملک میں رہائش پذیر ہوں میرا خاوند نشئی تھا اور چھ برس کی ازدواجی زندگی مشکلات اور لڑائی جھگڑے پر مشتمل رہی جو ناقابل برداشت تھی، چنانچہ میں نے طلاق کا مطالبہ کیا، لیکن خاوند نے طلاق دینے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا مجھے عدالت کا سہارا لینا پڑا اور بالفعل طلاق ہو گئی۔ اس معاملہ کو کئی برس بیت چکے ہیں، اب میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ آیا یہ طلاق صحیح تھی یا نہیں؟ اور اگر میں نئے سرے سے اُس کی بیوی بن کر واپس خاوند کے پاس جانا چاہوں تو کیا طریقہ ہے؟

جواب: اوّل: اگر خاوند تباہی والے کام مثلاً شراب نوشی یا نشہ کرنے پر اصرار کرے تو بیوی کے لیے خاوند سے طلاق طلب کرنا جائز ہے، اور اگر خاوند طلاق دینے سے انکار کر دے تو پھر شرعی عدالت میں قاضی کے سامنے معاملہ پیش کیا جائے تاکہ وہ خاوند پر طلاق لازم کرے، یا پھر خاوند کے طلاق دینے سے انکار کرنے کی صورت میں شرعی قاضی نکاح فسخ کر دے۔

اور اگر شرعی عدالت اور شرعی قاضی نہ ہو تو پھر اس معاملہ کو اپنے علاقے میں موجود اسلامی مرکز یا اسلامک سینٹر میں اُٹھانا چاہیے تاکہ وہ خاوند کو طلاق دینے پر راضی کریں، یا پھر اُسے خلع کی دعوت دیں، اور اس شرعی طلاق کے بعد ضرورت کی بنا پر اسے غیر شرعی عدالت سے تصدیق کرانا جائز ہے۔

---

۱ صحیح بخاری: ۲۵۷۲؛ صحیح مسلم: ۱۴۱۸

۲ سنن ابو داود: ۳۵۹۴... علامہ البانی نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

دوم: جب آپ نے غیر شرعی عدالت کا سہارا لیا اور عدالت نے خاوند کو طلاق دینے کا کہا تو خاوند نے طلاق کے الفاظ بولے یا پھر طلاق کی نیّت سے طلاق کے الفاظ لکھ دیے تو طلاق واقع ہو گئی ہے۔

اور اگر خاوند نے نہ تو طلاق کے الفاظ بولے اور نہ ہی طلاق کی نیت سے طلاق کے الفاظ لکھ کر دیے، بلکہ عدالت نے طلاق کا فیصلہ کر دیا تو کافر جج کی طلاق واقع نہیں ہوتی، کیونکہ فقہاے کرام کا اتفاق ہے کہ قاضی کو مسلمان ہونا چاہیے جو مسلمانوں کے فیصلے کرے۔ بایں وجہ کہ قضا ایک قسم کی ولایت ہے اور کافر شخص کسی مسلمان شخص کا ولی نہیں بن سکتا۔

ابن فرحون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

”جن شروط کے بغیر قضا صحیح نہیں اور نہ ہی ولایت قائم ہو سکتی ہے، وہ دس شرطیں ہیں: اسلام، عقل، مرد، آزادی، بلوغت، عادل ہونا، علم، ایک ہونا، سماعت وبصارت والا ہونا اور گونگا نہ ہونا... پہلی آٹھ شرطیں تو ولی کے صحیح ہونے میں ہیں اور آخری تین شرطیں صحیح ہونے کے لیے شرط نہیں، لیکن اُن کے نہ ہونے کی صورت میں اسے معزول کرنا واجب ہو جائے گا۔

اس لیے بالاتفاق کافر کی ولایت صحیح نہیں، اور نہ ہی مجنون شخص کی۔[1]

فقہاے شریعت کونسل امریکہ کی دوسری کانفرنس جو کوپن ہیگن، ڈنمارک میں رابطہ عالم اسلامی کے تحت ۴ تا ۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ بمطابق ۲۲ تا ۲۵ جون ۲۰۰۴ء میں منعقد ہوئی، اس کا اختتامی بیان یہ تھا:

”جب کسی ایسے ملک میں جہاں اسلامی قوانین اور شرعی عدالتیں نہ ہوں اور کسی حق کو حاصل کرنا متعین ہو جائے یا پھر اپنے سے ظلم روکنا مقصود ہو تو غیر شرعی عدالت سے رجوع کرنے کی اجازت ہے۔

لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ شرعی علماے کرام سے اس سلسلہ میں رجوع ضرور کیا

---

۱ دیکھیں تبصرۃ الحکام: ۱/۲۶، اور الموسوعۃ الفقهیۃ: ۳۳/۲۹۵

جائے تاکہ اس موضوع کے بارے میں واجب کردہ شرعی حکم کو نافذ کیا جاسکے، اور دوسری عدالتوں سے صرف تنفیذ کی سعی کی جائے۔"

اور اسی اختتامی بیان کے ساتویں بند میں اسلامی ممالک سے باہر دوسرے ممالک کی سول کورٹس میں جاری ہونے والی طلاق کے متعلق درج ہے:

"جب مرد اپنی بیوی کو شرعی طلاق دے دے تو اس کے لیے ان غیر شرعی عدالتوں سے طلاق توثیق کرانے میں کوئی حرج نہیں، لیکن جب خاوند اور بیوی کا طلاق کے متعلق آپس میں جھگڑا اور تنازع ہو تو پھر شرعی عدالت نہ ہونے کی صورت میں قانونی کاروائی پوری کرنے کے بعد اسلامی مراکز شرعی عدالت کے قائم مقام ہوں گے۔"

اور شادی کو ختم کرنے کے لیے صرف یہ قانونی کاروائی مکمل کرنے سے ہی شرعی طور پر شادی ختم نہیں ہوگی۔ اس لیے جب عورت سول کورٹ سے طلاق حاصل کرلے تو وہ اسلامی مراکز جاکر اس طرح کے معاملات کا فیصلہ کرنے والے اہل علم سے رجوع کرے تاکہ شرعی طور پر اس معاملہ کو پورا کیا جاسکے۔ مختلف جگہوں پر اسلامی مراکز ہونے کی وجہ سے اور ان سے رجوع کرنے میں سہولت ہونے کی بنا پر اس سے انحراف نہیں کیا جاسکتا۔

اس بنا پر آپ کو اپنے علاقے کے اسلامی مرکز یعنی اسلامک سینٹر سے رابطہ کرنا چاہیے، وہ آپ کے اس معاملہ کو دیکھ کر فیصلہ کریں گے۔

سوم: جب عورت کو اپنے خاوند سے پہلی یا دوسری طلاق ہو جائے اور اس کی عدت گزر جائے تو اس کے لیے اسی خاوند سے نئے مہر کے ساتھ ولی اور گواہوں کی موجودگی میں نیا نکاح کرنا جائز ہے۔ لیکن اگر اسے تیسری طلاق ہو چکی ہو تو خاوند کے لیے اپنی مطلقہ عورت کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں حتیٰ کہ وہ عورت کسی دوسرے شخص سے بہ رغبت نکاح کرے اور یہ نکاحِ حلالہ نہ ہو، پھر وہ شخص اپنی مرضی سے اسے طلاق دے دے یا فوت ہو جائے تو پہلے خاوند کے لیے اس سے نکاح کرنا جائز ہو جائے گا۔ واللہ اعلم